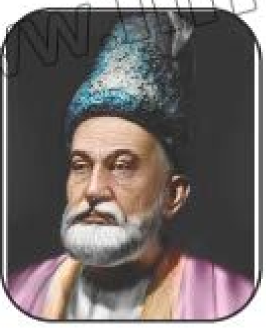

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ

(۱۷۹۷ء-۱۸۶۹ء)

اسداللہ خاں نام، گھر پر ''مرزا نوشہ'' پکارے جاتے تھے۔ پہلے ''اسد'' تخلّص کیا پھر ''غالب''۔ آگرے میں پیدا ہوئے۔ نسلاً ایبک تُرک تھے۔ والد عبداللہ بیگ سپاہی پیشہ تھے۔ غالب پانچ برس کے تھے کہ وہ ایک معرکے میں مارے گئے۔ غالب کی پرورش ان کے چچا نے سنبھالی لیکن چار سال بعد وہ بھی وفات پا گئے اور غالب اپنے نانا کی نگرانی میں آ گئے۔ عنفوانِ شباب بڑی بے فکری میں گزرا۔

غالب بنیادی طور پر شاعر تھے اور اپنی فارسی شاعری پر فخر کیا کرتے تھے۔ ابتدا میں خط بھی فارسی میں لکھتے تھے لیکن بعد میں کچھ تو اپنی بڑھتی ہوئی عمر اور کچھ اپنی جدّت پسندی کے باعث اُردو میں خط لکھنے شروع کیے۔ انھوں نے اپنے دوستوں اور شاگردوں کو بہت سے خط لکھے جن کے مجموعے ''عودِ ہندی'' اور ''اُردوئے معلّیٰ'' کے نام سے ان کی زندگی ہی میں مرتّب ہو گئے تھے۔

غالب اپنے عہد اور زمانے کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے، جو اپنے دور کے علمی و ادبی کمالات اور روایات کی عکاسی کرتی تھی۔ ان کی شخصیت اپنے تمام تر رچاؤ اور وسعت کے ساتھ ان کے خطوط میں بھی جھلکتی ہے۔ ان کے خطوط کی اہم خصوصیت ان کا اسلوبِ بیان اور زبان ہے۔ ان کے خطوط بے ساختگی، بے تکلفی، طنز و مزاح اور تازگی و شوخی کے عناصر سے بھرپور ہیں۔ ان کی زبان سادہ، پرکار اور جوش و ولولہ سے لبریز ہے۔ جس میں کہیں کہیں مشکل الفاظ و تراکیب بھی آتی ہیں لیکن وہ بھی غالب کی علمیّت، ظرافت اور جدت پسندی کی جھلک کے طور پر۔ ان کے خطوط کی زبان و بیان کی روانی بے مثال ہے۔ غالب ان میں اکثر و بیشتر مکالمہ اور قافیہ کا استعمال بھی کرتے ہیں لیکن اس سے تصنع کے بجائے بے ساختگی اور ظرافت کا اظہار ہوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دو بے تکلف عالم فاضل دوست دنیا اور اس کے معاملات پر گہری نظر رکھنے والے آمنے سامنے بیٹھے آپس میں بات چیت کر رہے ہیں۔ جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:

> ''میں نے وہ اندازِ تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلے کو مکالمہ بنا دیا ہے۔ ہزار کوس سے بہ زبانِ قلم باتیں کیا کرو، ہجر میں وصال کے مزے لیا کرو۔''

لیکن اس بے تکلفی و سادگی کے باوجود ان کے خطوط میں علمی و ادبی شان پائی جاتی ہے۔ مرزا غالب کے دو خط شاملِ کتاب ہیں جو علاء الدین احمد خان علائی (۱) اور مرزا ہرگوپال تفتہ (۲) کے نام ہیں۔

---

(۱) علاء الدین احمد خان علائی: مرزا غالب، علائی کو اپنا خلیفۂ ثانی سمجھتے تھے۔ یہ اردو اور فارسی کے بہت اچھے شاعر اور ترکی زبان بھی بخوبی جانتے تھے۔ ان کی وفات ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔

(۲) مرزا ہرگوپال تفتہ: مرزا تفتہ مرزا غالب کے بہت سعادت مند اور فرماں بردار شاگرد تھے۔ مرزا غالب انھیں پیار سے ''مرزا تفتہ'' کہتے تھے۔

www.ilmkidunya.com

سبق: ۶

مکاتیبِ غالب

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کے علمی اور ادبی ذوق کی تربیت کرنا۔
- غالب کے خطوط سے غالب کا تاریخی مؤقف، سیاسی اور سماجی تبدیلیوں اور ثقافتی پہلوؤں کے بارے میں جاننا۔
- مکاتیبِ غالب کے توسط سے غالب کے ذہنی، فکری اُفق اور خیالات کو سمجھنا۔
- طلبہ کی تحریری اور تقریری صلاحیتوں میں اضافہ کرنا۔
- طلبہ کو بتانا کہ نثر نگاری میں غالب کے خطوط کو کس قدر اہمیت حاصل ہے اور یہ کہ غالب نے خطوط نویسی میں منفرد اسلوب کی بنیاد رکھی۔

بنام علاء الدّین علائی

جانِ غالب!

تم تو ثمرِ نورس [۱] ہو، اس نہال [۲] کے جس نے میری آنکھوں کے سامنے نشوونما پائی ہے اور میں ہوا خواہ و سایہ نشین اس نہال کا رہا ہوں، کیوں کر تم مجھ کو عزیز نہ ہو گے؟ رہی دید وا دید، اس کی دو صورتیں ہیں: تم دلّی میں آؤ یا میں لوہارو آؤں۔ تم مجبور، میں معذور۔ خود کہتا ہوں کہ میرا عذر زنہار مسموع نہ ہو جب تک نہ سمجھ لو کہ میں کون ہوں اور ماجرا کیا ہے؟

سنو! عالَم دو ہیں: ایک عالمِ ارواح اور ایک عالمِ آب و گل۔ حاکم ان دونوں عالموں کا وہ ایک ہے جو خود فرماتا ہے:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ اور پھر آپ جواب دیتا ہے: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

ہر چند قاعدۂ عام یہ ہے کہ عالمِ آب و گل کے مجرم، عالمِ ارواح میں سزا پاتے ہیں، لیکن یوں بھی ہوا ہے کہ عالمِ ارواح کے گناہ گار کو دنیا میں بھیج کر سزا دیتے ہیں۔ چناں چہ میں آٹھویں رجب ۱۲۱۲ھ میں رُوبکاری کے واسطے یہاں بھیجا گیا۔ تیرہ برس حوالات میں رہا۔ ۷ رجب ۱۲۲۵ھ کو میرے واسطے حکمِ حبسِ دوام صادر ہوا۔ ایک بیڑی میرے پاؤں میں ڈال دی اور دلّی شہر کو زنداں مقرر کیا اور مجھے اس زنداں میں ڈال دیا۔

فکرِ نظم و نثر کو مشقت ٹھہرایا۔ برسوں کے بعد جیل خانے سے بھاگا۔ تین برس بلادِ شرقیہ میں پھرتا رہا۔ پایانِ کار مجھے کلکتہ سے پکڑ

---

(۱) نواب امین الدین احمد خاں، والیِ لوہارو کے بڑے صاحب زادے اور وارثِ ریاست

(۲) امین الدین احمد خاں، والیِ لوہارو

لائے اور پھر اسی محبَس میں بٹھا دیا۔ جب دیکھا کہ قیدی گریز پا ہے، دو ہتھکڑیاں اور بڑھا دیں۔ پاؤں بیڑی سے فگار، ہاتھ ہتھکڑیوں سے زخم دار، مشقّتِ مقرری اور مشکل ہوگئی۔ طاقت یک قلم زائل ہوگئی۔ بے حیا ہوں۔ سالِ گزشتہ بیڑی کو زاویۂ زنداں میں چھوڑ مع دونوں ہتھکڑیوں [1] کے بھاگا۔ میرٹھ، مراد آباد ہوتا ہوا رام پور پہنچا۔ کچھ دن کم دو مہینے وہاں رہا تھا کہ پھر پکڑا آیا۔ اب عہد کیا کہ پھر نہ بھاگوں گا۔ بھاگوں گا کیا؟ بھاگنے کی طاقت بھی تو نہ رہی۔ حکمِ رہائی دیکھیے کب صادر ہو۔ ایک ضعیف سا احتمال ہے کہ اسی ماہِ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ میں چھوٹ جاؤں گا۔ بہر تقدیر بعد رہائی کے تو آدمی سوائے اپنے گھر کے اور کہیں نہیں جاتا۔ میں بھی بعدِ نجات سیدھا عالمِ ارواح کو چلا جاؤں گا۔

فرّخ آں رُوز کہ از خانۂ زنداں بروم
سُوئے شہرِ خود ازیں وادیِ ویراں بروم (۲)

غالب
ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ
(جون ۱۸۶۱ء)

بنام مرزا ہرگوپال تفتہ

بھائی!

تم سچ کہتے ہو کہ بہت مسوّدے اصلاح کے واسطے فراہم ہوئے ہیں، مگر یہ نہ سمجھنا کہ تمھارے ہی قصائد پڑے ہیں۔ نواب صاحب کی غزلیں بھی اسی طرح دھری ہوئی ہیں۔ برسات کا حال تمھیں بھی معلوم ہے اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ میرا مکان گھر کا نہیں ہے، کرائے کی حویلی میں رہتا ہوں۔ جولائی سے مینہ شروع ہوا۔ شہر میں سیکڑوں مکان گرے اور مینہ کی نئی صورت، دن رات میں دو چار بار برسے اور ہر بار اس زور سے کہ ندی نالے بہ نکلیں۔ بالا خانے کا جو دالان میرے اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، جینے مرنے کا محل ہے، اگر چہ گرا نہیں لیکن چھت چھلنی

(۱) باقر علی خاں اور حسن علی خاں، فرزندانِ عارف
(۲) میرے لیے وہ دن کس قدر خوش قسمتی کا حامل ہوگا جس دن میں اس قید خانے (دنیا) سے یعنی اس ویران وادی سے اپنے (بہشت بہتے) شہر (عالمِ ارواح) کی طرف جاؤں گا۔

ہوگئی۔ کہیں لگن، کہیں چلمچی، کہیں اُگال دان رکھ دیا۔ قلم دان، کتابیں اٹھا کر توشے خانے کی کوٹھری میں رکھ دیے۔ مالک مرمت کی طرف متوجہ نہیں۔ کشتیِ نوح میں تین مہینے رہنے کا اتفاق ہوا۔ اب نجات ہوئی ہے۔ نواب صاحب کی غزلیں اور تمھارے قصائد دیکھے جائیں گے۔

میر بادشاہ میرے پاس آئے تھے۔ تمھاری خیر و عافیت اُن سے معلوم ہوئی تھی۔ میر قاسم علی صاحب مجھ سے نہیں ملے۔ پرسوں سے نواب مصطفیٰ خاں صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ایک ملاقات ان سے ہوئی ہے۔ ابھی یہیں رہیں گے، بیمار ہیں، احسن اللہ خاں معالج ہیں، فصد ہو چکی ہے، جونکیں لگ چکی ہیں، اب مُسہل کی فکر ہے، سوا اس کے سب طرح کی خیر و عافیت ہے۔ مَیں ناتواں بہت ہو گیا ہوں، گویا صاحبِ فراش ہوں۔ کوئی شخص نیا تکلف کی ملاقات کا آ جائے تو اٹھ بیٹھتا ہوں، ورنہ پڑا رہتا ہوں۔ لیٹے لیٹے خط لکھتا ہوں، لیٹے لیٹے مسوّدات دیکھتا ہوں۔ اللہ! اللہ! اللہ!

غالب

صبح جمعہ ۱۴/ ماہِ اکتوبر ۱۸۶۴ء

(خطوطِ غالب مرتبہ مولانا غلام رسول مہر)

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں:

(الف) علاء الدین علائی کے نام خط میں غالب نے کس کس عالم کا ذکر کیا ہے؟

(ب) غالب کے خیال میں عام قاعدہ کے مطابق عالمِ آب و گل کے مجرم کہاں سزا پاتے ہیں؟

(ج) ”میر بادشاہ میرے پاس آئے تھے۔ تمھاری خیر و عافیت ان سے معلوم ہوئی تھی۔“ تفتہ کے نام خط میں ”میر بادشاہ“ کسے کہا گیا ہے؟

(د) مرزا ہرگوپال تفتہ کے نام لکھے گئے خط میں مرزا غالب نے کن برتنوں کا ذکر کیا ہے؟

(ہ) نواب مصطفیٰ خاں کی بیماری کی کیا صورتِ حال بیان کی گئی ہے؟

۲۔ درست جواب کی نشان دہی کریں:

(i) خط کا متبادل لفظ ہے:

(الف) مراسلہ (ب) خریطہ (ج) قلم (د) کاغذ

(ii) ”جانِ غالب! تم تو ثمرِ نورس ہو اس نہال کے جس نے میری آنکھوں کے سامنے نشوونما پائی ہے۔“ غالب نے یہ جملہ لکھا:

(الف) مرزا ہرگوپال تفتہ کے نام (ب) علاء الدین علائی کے نام

(ج) نواب مصطفیٰ خاں کے نام (د) میر قاسم علی کے نام

(iii) خط کے مطابق علاء الدین علائی کا مسکن ہے:

(الف) دہلی (ب) لوہارو (ج) لکھنؤ (د) رام پور

(iv) غالب نے اپنے آپ کو گناہ گار کہا ہے:

(الف) عالمِ ارواح کا (ب) عالمِ آب وگل کا (ج) عالمِ برزخ کا (د) عالمِ حشر کا

(v) مرزا ہرگوپال تفتہ نے غالب کو اصلاح کے لیے بھیجا:

(الف) قصیدے (ب) غزلیں (ج) مرثیے (د) حمدیں اور نعتیں

۳۔ درج ذیل الفاظ وتراکیب کے معانی لکھیں:

کوس، وصال، خیروعافیت، مسموع، مسوّدہ، بلادِشرقیہ، کشتیِ نوح

۴۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پر کریں:

(الف) میرا عذر۔۔۔۔ مسموع نہ ہو جب تک نہ سمجھ لو۔

(ب) دلّی شہر کو زندان مقرر کیا اور مجھے اس۔۔۔۔ میں ڈال دیا۔

(ج) مَیں آٹھویں رجب ۱۲۱۲ھ میں۔۔۔۔۔ کے واسطے یہاں بھیجا گیا۔

(د) میں بھی بحدِ نجات سیدھا عالم۔۔۔۔۔۔۔ کو چلا جاؤں گا۔

(ہ) میں ناتواں بہت ہو گیا ہوں، گویا۔۔۔۔۔ ہوں۔

۵۔ کالم ''الف'' میں دیے گئے الفاظ کو کالم ''ب'' کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں:

کالم (الف)	کالم (ب)
ہجر	آواز
زمزمہ	نثر
خوش	نالے
نظم	زندان
ندی	پرواز
ہتھکڑی	وصال

۶۔ طلبہ باہمی گفت وشنید سے درج ذیل بیانات میں سے درست اور غلط کی نشان دہی کریں:

(الف) غالب نے لکھا کہ میں تین برس بلادِ شرقیہ میں پھرتا رہا۔ درست / غلط

(ب) ''جانِ غالب! تم تو ثمرِ نورس ہو۔'' غالب کے یہ الفاظ مرزا تفتہ کے لیے ہیں۔ درست / غلط

(ج) نواب مصطفیٰ خاں، احسن اللہ خاں کے معالج تھے۔ درست / غلط

(د) ''خطوطِ غالب'' مولانا غلام رسول مہر کی مرتبہ کتاب ہے۔ درست / غلط

www.ilmkidunya.com

۷۔ دی گئی عبارت کو پڑھیں اور پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیں:

جدید سائنسی ایجادات نے مواصلات کے نظام میں اَن گنت تبدیلیاں برپا کر دی ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی وژن، ٹیلی فون، موبائل فون، فیکس اور انٹرنیٹ، وہ ایجادات ہیں جن کے سبب ہم ساری دنیا کو اپنے سامنے موجود پاتے ہیں۔ اب یہ ممکن ہو چکا ہے کہ ہم کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ ہزاروں میل دور بیٹھے کسی بھی شخص کو براہِ راست دیکھ سکتے ہیں اور اس سے گفت گو کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر ای میل کے ذریعے چند سیکنڈ میں ہزاروں کلومیٹر دور دوستوں کو پیغامات، مضامین، کہانیاں، اسباق اور اشعار وغیرہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں موبائل فون سے بھی کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا کام لیا جا رہا ہے۔ طلبہ کمپیوٹر کو سامنے رکھ کر انٹرنیٹ کے ذریعے کسی بھی تعلیمی ادارے، کسی بھی شعبۂ تعلیم اور کسی بھی کتاب کے بارے میں بھرپور معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ان سہولیات نے ہمارے درس و تدریس کے نظام کو بہت مؤثر، علاج معالجے کی مستند معلومات کی فراہمی کو آسان اور معلوماتِ عامہ تک عام آدمی کی رسائی کو ممکن بنا دیا ہے۔

سوالات:

- عبارت کے حوالے سے بتائیں کہ کن سائنسی ایجادات کا تعلق مواصلات کے نظام سے ہے؟
- انٹرنیٹ کے کیا فوائد ہیں؟
- موجودہ دور میں موبائل فون سے کیا کیا کام لیا جا سکتا ہے؟
- عبارت میں جدید مواصلاتی سہولیات سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے کن دو اہم شعبوں کا ذکر کیا گیا ہے؟
- اس عبارت کا مناسب عنوان تجویز کریں۔

(i) حروفِ ندائیہ / فجائیہ (!): ندائیہ اور فجائیہ کے جملوں کے لیے اگرچہ ایک ہی علامت (!) استعمال ہوتی ہے لیکن دونوں جملے اپنی نوعیّت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

(ii) ندائیہ (!): ندائیہ کا لفظ ندا سے بنا ہے جس کے معنی ہیں آواز دینا، پکارنا، مخاطب کرنا، بُلانا وغیرہ۔ مثلاً:

(الف) ارے لڑکے! میری بات سنو۔ (ب) سبزی والے! ذرا رکنا۔

(ج) حضرات! ایک ضروری اعلان سنیے۔ (د) عزیز طلبہ! آج ہم حکایاتِ سعدیؒ کے متعلق گفت گو کریں گے۔

فجائیہ (!): فجائیہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں اچانک، فوراً، یکایک وغیرہ۔ اُردو زبان میں جب کسی جوش، غم و غصّے، حیرت و تعجب، نفرت، خوف، تمنّا، تحسین یا تحقیر جیسے کسی جذبے کا اظہار کیا جائے تو ایسے جملے یا لفظ کے بعد (!) کی علامت استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً:

(الف) حروفِ تاسّف: افسوس! اُس نے میری قدر نہ کی۔

(ب) حروفِ تعجب: سبحان اللہ! کتنا سہانا موسم ہے۔

(ج) حروفِ نفرین: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ! میں نے آج یہ کس کی صورت دیکھ لی۔

(د) حروفِ تمنّا: کاش! تم نے محنت کی ہوتی۔

(ہ) حروفِ تحسین: واہ وا! کیا کارکردگی دکھائی آپ نے۔

۸۔ طلبہ مکاتیبِ غالب کے زیرِ عنوان دونوں خطوط توجہ سے پڑھیں اور ندائیہ/ فجائیہ حروف تلاش کر کے اپنی نوٹ بک میں درج کریں۔

۹۔ سیاق و سباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباسات کی تشریح کریں اور حوالۂ متن بھی درج کریں:

- ''تم تو ثمرِ نورس ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ماجرا کیا ہے؟''
- ''ہر چند قاعدۂ عام یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔طاقت یک قلم زائل ہوگئی۔''
- ''تم سچ کہتے ہو کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب نجات ہوئی ہے۔''

سرگرمی برائے طلبہ:

- اس سبق کی روشنی میں خط کے اجزا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپ اپنے دوست کو سیر و سیاحت کے حوالے سے خط لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

- طلبہ کو انفارمیشن ٹیکنالوجی (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا) کے جدید ذرائع سے متعلق آگاہ کریں۔
- طلبہ کو تختۂ تحریر کی مدد سے ندائیہ اور فجائیہ کی مزید مثالیں دیں۔
- خطوط نویسی کے حوالے سے طلبہ کو انٹرنیٹ کی مدد سے قائدِ اعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے خطوط کے عکس دکھائیں۔